تفسیر القاء الرحمٰن

ترجمہ

تفسیر الہام الرحمٰن

دسویں قسط

دوسرا مسئلہ

یہود جب اخذ حقائق پر قادر نہ ہوئے تو سیاسیات میں ان کی قوت عملیہ فاسد ہوگئی

فلسفہ کا نتیجہ نظریات سیاستہ عملیہ ہوا کرتی ہیں۔ اور یہود کے یہ تخیلات باطل اور فاسد ہو چکے تھے کہ یہ لوگ اخذ حقائق علی وجہہا پر قادر نہ ہوئے۔ ان کی سیاست اور قوت عملیہ فاسد ہوگئی جس کی وجہ سے معاہدات کا پورا کرنا ان کے لئے ناممکن ہوگیا تھا اور یہ نقص یہ مرض ان میں اس قدر اور اس حد تک بڑھ چکا تھا کہ اپنے رسولوں اور پیغمبروں اور ائمہ دین سے بھی یہی نقص عہد کرنے لگ گئے اور اپنے تمام اعمال میں منکرین نبوات میں شریک ہوگئے اور محض اپنی خواہشات کی پیروی میں ایسا کرنے لگ گئے اور اسی کی طرف خدا نے اس قول میں اشارہ کیا ہے۔

اَوَكُلَّمَا عٰهَدُوْا عَهْدًا نَّبَذَهٗ فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ ؕ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۱۰۰

کیا ان یہودیوں نے اس قدر شرارت پر کمر باندھی ہے کہ جب کہیں کوئی قول لیتے ہیں تو ان میں کا کوئی فریق اٹھا کر پھینک دیتا ہے بلکہ ان میں سے اکثر ایمان نہیں رکھتے

ان لوگوں سے وفاء عہد کی طاقت بالکل فنا ہو چکی تھی اس لئے سیاسیات عملیہ پر قدرت ہی نہیں رکھتے تھے کیونکہ دوسری سیاسی جماعتیں ان کو اپنے میں شامل کرنے سے گریز کرتی تھیں یہ جماعتیں انھیں کو

لینا منظور کرتی ہیں جو اپنے معاہدوں پر قائم رہ سکیں ۔ پھر ان جماعتوں کا دستور تھا کہ ان کی جماعتوں سے ملنے کے لعد خارج کر دیا جائے اس کی جزا قتل تھا ۔ تو کیا جو لوگ وفا عہد نہیں کر سکتے وہ سیاسیات میں مستقیم اور ثابت القول رہ سکتے ہیں ؟ ہرگز نہیں ۔ اس آیت میں یہی مراد ہے ۔

اور ہم ان کے نقص عہد کو جو انہوں نے اپنے ائمہ دین کے ساتھ کیا ایک مستقل مسئلہ قرار دیتے ہیں ۔

خدا کا فرمان !	قولہ تعالیٰ
اور جب ان کے پاس رسول (محمد) آئے اور وہ	وَلَمَّا جَآءَهُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ عِنْدِ
اس کتاب تورات کی جو ان یہود کے پاس ہے تصدیق	اللّٰهِ مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمْ نَبَذَ فَرِيْقٌ
بھی کرتے ہیں تو ان اہل کتاب میں سے ایک گروہ نے	مِّنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ كِتٰبَ
اللہ کی کتاب تورات کو جس میں ان کے رسول کی پیشین	اللّٰهِ وَرَآءَ ظُهُوْرِهِمْ كَاَنَّهُمْ لَا
گوئی بھی ہے ایسا پیٹھ پیچھے پھینکا گویا ان کو خبر ہی نہیں ۔	يَعْلَمُوْنَ ۱۰۱

اس آیت میں ذکر ہے کہ یہود نے اپنے پروردگار کی کتاب کو بالکل پس پشت ڈال دیا تھا اور ایسے ہو گئے تھے گویا اس کو بالکل نہیں سمجھتے ، اس کی کوئی حیثیت نہیں رہی اور یہ اس وقت تھا کہ ان لوگوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ الزام لگایا اور کہا اپنی کتاب کی اتباع کرو ۔ ان پر یہ الزام تھا کہ انھوں نے اپنے ائمہ سے نقص عہد کیا ہے اور وفاء عہد یہ تھا کہ نقص عہد کا انسداد وہ اپنی کتاب اور اوامر و احکام پر عمل کرتے کہ یہ کتاب خدا کی جانب سے اتری ہے ۔ لیکن ان لوگوں نے اپنی کتاب کو بالکلیہ چھوڑ دیا ہے اور ایسے اتباع کرتے ہیں جو وحی شیاطین اور وحی ملائکہ سے مخلوط تھی اور ایسے امور میں مبتلا ہو گئے جو ان کی کتاب میں نہیں ہے ، محبت و قبول ، اور بغض و عداوت کے اعمال شروع کر دیئے اور ایسی عملیات ان لوگوں نے لوگوں کے سامنے پیش کئے جن کی ان کے پاس کوئی خدائی دلیل نہیں تھی ۔ ما انزل اللہ بھا من سلطان اور انہوں نے ان اعمال کو قائمقام دین گردان لیا ۔

ایسا ہی ، ہم اپنے شہروں اپنی آبادیوں میں ائمہ مساجد کے پاس ہیں ۔ ان کے پاس کچھ عملیات کی کتابیں ہوتی ہیں ۔ جن میں کچھ مبارک دعائیں اور قرآن مجید کی کچھ سورتیں اور خدا کے نام ہوتے ہیں اور دوسری عملیات بھی موجود ہوتی ہیں ۔ مثلاً روزانہ صبح کے وقت سورۂ مزمل پڑھ لیا کرو اور توسیع رزق چاہتے ہو تو یا معنی یا باسط کا ورد کر لیا کرو ۔ اس کے مثل جو صاحبہ عمدۃ الکواکب کیا کرتے ہیں ہوتا ہے ۔

یہ عملیات کی کتابیں دو فصلوں میں ہوتی ہیں ایک میں دعائیں اسماء مبارکہ اور آیتیں ہوتی ہیں اور دوسری میں عمدۃ الکواکب کی تضرعات ہوتی ہیں۔ ہم نے ہندو مردوں اور عورتوں کے پاس بھی ایسی کتابیں اور اذکار دیکھے ہیں جن میں اسماء الٰہیہ اور کواکب وستاروں کے سامنے التجا، تضرع، عاجزی ان کے حضور میں دعائیں، وغیرہ ہوتی ہیں جیسی مسلمانوں کی عملیات کی کتابوں میں موجود ہیں۔

ان قریوں اور دیہاتوں کے اماموں کو ٹھہرالیا جاتا ہے کہ مسجد کی امامت کے علاوہ موتی کو غسل دینا اور ان کی تجہیز تکفین کرنا، جب کہ یہاں بچہ پیدا ہوا اس کے کان میں اذان کہنا، عقیقہ، قربانی وغیرہ اعمال دینیہ جن کے مسلمان محتاج ہوتے ہیں اور جن کا ہمیشہ ان کا اجتماع طالب ہوتا ہے۔ انجام دیں۔ اگر کوئی امام عفیف و پارسا ہے تو اس کی تعظیم حد سے زیادہ ہوتی ہے۔ اگر ان میں کوئی حادثہ ایسا پیش آیا کہ دوسرے مذاہب والے اس کے تدارک سے عاجز ہوجائیں تو اس امام سے التجا کرتے ہیں۔ یہ امام ان کو تعویذ گنڈہ بنا کر دیتے ہیں اور کچھ پڑھنے کے لئے دعائیں بتلا دیتے ہیں۔ جن سے ان کی ضرورتیں پوری ہوں اور جب ان تعویذ اور گنڈوں سے ان کی ضروریات پوری ہو جاتی ہیں تو یہ لوگ امام کی انتہائی تعظیم کیا کرتے ہیں اور اس کا احترام کرتے ہیں اور اس کی نسبت بہتر سے بہتر عقیدت قائم کرلیتے ہیں۔

اس قسم کے ائمہ مساجد میں غالب اکثریت جاہل اماموں کی ہوتی ہے۔ ان کے پاس عملیات کی کتابوں کے سوا کچھ ہوتا ہی نہیں۔

میں نے ایک عجیب بات دیکھی میں پنجابی اور سندھی زبان سے اچھی طرح واقف ہوں ایک دیہات میں ایک امام مسجد کو دیکھا جس کے پاس ان دونوں زبانوں کی کتابیں تھیں اور یہ ساری کی ساری کتابیں ایمانیات اور شرکیات سے بھری ہوئی تھیں، اور لوگوں کے دین کا مرجع یہی کتابیں تھیں اور خود ان اماموں کا یہ حال تھا کہ دینی امور سے اور قرآن سے قطعًا نابلد اور ناواقف محض تھے۔ ان کے پاس چند فقہ کی کتابیں بھی ان کی زبان میں دیکھیں جن میں مسائل طہارت اور نماز جنازہ موجود تھے۔ یا پھر جمعہ کے خطبات جو فقط اشعار و وعظ پر مشتمل تھیں۔

یہی اجتماعیہ ہمارے شہروں اور ہمارے آبادیوں میں سرداری کرتا ہے خصوصًا دور دور کی آبادیوں کی یہی حالت ہے جو ہم نے مسلمانوں کی بیان کی ہے۔ یہی حال یہود کا تھا کہ پروردگار کی کتاب کو چھوڑنے کے بعد وہ اس قسم کی کتابوں میں مشغول ہوگئے تھے اور غالب گمان میرا یہی ہے کہ یہ اجتماعیۃ فاسدہ مسلمانوں

میں یہود سے آئی ہیں اور ہم آیات کی تشریح بھی اسی نظریہ کے مطابق کر رہے ہیں۔

قولہ تعالیٰ

وَاتَّبَعُوا مَا تَتْلُوا الشَّيَاطِينُ عَلَىٰ مُلْكِ سُلَيْمَانَ ۖ وَمَا كَفَرَ سُلَيْمَانُ وَلَٰكِنَّ الشَّيَاطِينَ كَفَرُوا يُعَلِّمُونَ النَّاسَ السِّحْرَ وَمَا أُنزِلَ عَلَى الْمَلَكَيْنِ بِبَابِلَ هَارُوتَ وَمَارُوتَ ۚ ۱۰۲

خدا کا فرمان!

اور ان ملکوں کے پیچھے پڑ گئے جن کو سلیمان کے عہد سلطنت میں پڑھا پڑھایا کرتے تھے حالانکہ سلیمان سے کفر کی یہ حالت سرزد نہیں ہوئی بلکہ کفر کیا تھا تو شیاطین نے کیا تھا کہ وہ لوگوں کو جادو سکھایا کرتے تھے اور اس کے علاوہ ان باتوں میں مشغول ہو گئے۔ جو بابل میں ہاروت اور فرشتوں کو پہنچائی گئی تھیں۔

حضرت سلیمان کے زمانے میں یہود شیاطین کی تعلیمات پر عمل کیا کرتے تھے۔ حضرت سلیمان ایسے قوی ہیکل جو جنات کے مشابہ تھے اور اپنی پڑوسی ملکوں سے بلاتے تھے اپنے ہمراہ رکھتے تھے اور جنات کے متعلق عام تصور یہ تھا اور ہے کہ جنات انسان کی نسبت بہت قوی اور مضبوط ہوا کرتے ہیں اور یہاں ایک گروہ جنات کا بھی تھا جن کو ہم شیاطین کہا کرتے ہیں۔

حضرت سلیمان نے مضبوط، قد آور، قوی تناور لوگوں کو جن کو انہوں نے مختلف بادشاہوں کے ذریعہ سے بلایا تھا۔ ان کو سخت سے سخت کام سپرد کر رکھے تھے اور بنی اسرائیل سے معمولی قسم کے شریفانہ کام لیا کرتے تھے جن کو وہ بنی اسرائیل فراعنہ مصر سے سیکھے ہوئے تھے۔ اور یہ قوی ہیکل لوگ یہ سمجھتے تھے کہ حضرت سلیمانؑ سے فرار اور ان کے حکم سے خلاصی ناممکن اور محال ہے اگر وہ یہاں سے بھاگ کر اپنے وطن چلے گئے تو ان کے بادشاہ ان کو رہنے نہ دیں گے۔ یہ لوگ مثل جنات تھے۔ حضرت سلیمان نے ان سے سخت کام لینا شروع کر دیا۔ ان قوی ہیکل لوگوں کے ساتھ بعض جنات جو انسان کی شکل میں تبدیل ہو سکتے ہیں آکر مل گئے۔ اور یہ ہمارے نزدیک مستبعد نہیں۔ ان لوگوں نے خفیہ انجمنیں بنائی اور ان سے ایسے کام لینا شروع کر دیا جن کے ذریعے ادنیٰ طبقات عالم مثال کی تسخیر ممکن ہو تو ان جنات اور شیاطین کے ذریعہ ممکن تھی۔ کیونکہ نوائے عالیہ سے تو اتصال مشکل اور دشوار تھا۔ اس لئے کہ حضرت سلیمانؑ نبی تھے ان جنات نے شرکیہ طریقوں کی طرح ڈالی۔ جن کے ذریعہ نوائے مثالیہ مسخر ہو سکیں۔ ہم مشرک ہندوؤں میں ایسے آدمی پاتے ہیں جو اولوالعزم تھے۔ اعمال شرکیہ کے ذریعہ تعویذ و گنڈے سے کیا کرتے تھے۔ اور

لوگوں کو دیا کرتے تھے اور اس سے لوگ کامیاب بھی ہوا کرتے تھے مثلاً مریض کو شفا ہوتی تھی وغیرہ پس اگر ہم اس عمل کو سحر وجادو کہیں تو کوئی حرج نہیں اور دیندار لوگوں کے اذہان یہ قریب ہیں۔ وگرنہ سحر وجادو اس کے علاوہ چیز ہی دوسری ہے۔

بعض مسلمان صوفیوں نے ہندؤں سے سحر وجادو اور عملیات کی تعلم حاصل کی پھر انہوں نے اس میں سے شرکیات کو نکال دیا اور ان کی جگہ اللہ تعالیٰ کے اسماء حسنیٰ داخل کر دیئے لیکن ان اعمال کی تاثیر میں کوئی فرق نہ آیا بلکہ ان کی تاثیر وہی رہی جو پہلے اعمال کی تھی۔

ہمارے یہاں ہندوستان میں صوفیوں میں سے ایک شخص ہیں جن کا نام شیخ غوث گوالیری ہے انہوں نے ایک کتاب عملیات میں لکھی ہے جس کا نام انہوں نے جواہر خمسہ رکھا ہے اور ان سے اس طریقہ کی تعلیم شیخ وجیہہ الدین گجراتی نے لی۔ یہ ایک بہت بڑے عالم متبحر تھے۔ جامی جو نحو ہے اس پر انہوں نے حاشیہ لکھا ہے، نیز شرح نخبہ پر حاشیہ لکھا ہے۔ ایسے لوگوں میں سے بعض حجاز گئے تو ان سے اکثر اہل حجاز نے ان سے عملیات کی تعلیم لی۔

پس جبکہ ہم نے سمجھ لیا بہت بڑے متدین مسلمان اور مشرکین میں ایسے لوگ موجود تھے تو ہم کہہ سکتے ہیں کہ یہ سب کا سب بالکل باطل ہے؟ اسی لئے امام شاہ ولی اللہؒ نے اپنی کتاب تفہیمات میں ایسے لوگوں کے حالات لکھے ہیں اور "البونی" جو مغرب میں مشہور علماء میں تھے اسی طرح عملیات لکھی ہیں۔

اب ہم کہتے ہیں یہود نے اپنے پروردگار کی کتاب کو چھوڑ دیا تھا اور حضرت سلیمانؑ کے بعد وہ عملیات کرنے لگے جو شیاطین کرتے تھے۔ جس طرح ہندوستان میں ہندو اپنی کفریات اور شرکیات سے عمل کرتے تھے۔

قوله تعالیٰ	خدا کا فرمان!
وَمَآ اُنْزِلَ عَلَی الْمَلَكَيْنِ	اور جو بابل میں ہاروت ماروت فرشتوں کو پہنچائی گئی تھیں۔

یہ لوگ جوان دو صالح آدمیوں کو نازل ہوا تھا اس کی اتباع کرتے تھے۔ یہ دونوں فرشتوں جیسے تھے، جیسے کہ ہمارے ہاں البونی اور محمد غوث گوالیری تھے یہی دو آدمی بابل میں تھے: ایک کا نام ہاروت اور دوسرے کا نام ماروت تھا اور ان دونوں کی تاریخ بطور ورثہ کے یہود میں باقی تھی جو ان کے جنس سے

وقت بابل سے منقول ہوئی تھی۔ جیسے کہ ہم کتب عملیات میں دانیال علیہ السلام کا ذکر پاتے ہیں یہود کے پاس یہ عملیات ان کی خفیہ انجمنوں کے ذریعہ پہنچی اور حضرت سلیمان علیہ السلام کے زمانے تک چلی آتی ہیں۔ یہود ان عملیات کی جو شیطانی وحی اور فرشتوں کی وحی سے مخلوط تھی اتباع کرتے رہتے تھے خدا کا یہ قول اس پر دلالت کرتا ہے۔ یعنی یہود یہ سیکھا کرتے تھے: جو شیاطین اور پھر ان دونوں فرشتوں پر نازل ہوا تھا۔ اور اسے پڑھا کرتے تھے۔ عام طور پر مفسرین منھما کی ضمیر کو ان دونوں فرشتوں کی طرف لوٹاتے ہیں اور بعض مفسرین شیاطین کی طرف لوٹاتے ہیں جس کی وجہ سے یہ ما بعد کے بیان کا حل نہ کر سکے مصیبت یہ ہوئی کہ ان لوگوں نے ان دونوں کی طرف "منھما" کی ضمیر کو لوٹایا اور شیاطین جو پڑھا کرتے تھے اور فرشتوں پر جو نازل ہوا ہے ان دونوں کو اس کا مرجع نہ قرار دیا، اس کو صدر الشہید مولانا محمد اسمٰعیل صاحب سمجھ گئے۔ اپنی کتاب "ایضاح الحق الصریح فی احکام المیت الضریح" میں ضمیر کا مرجع "شیاطین" اور "ما انزل علی الملکین" کو گردانا اور اس حالت سے مسلمانان دہلی بلکہ پورے ہندوستان کے علماء کی جو امام شاہ ولی اللہؒ اور ان کے اصحاب و شاگردوں سے انکار کرتے تھے۔ مثال دی ہے کہ ان علماء نے کتاب اللہ کو چھوڑ دیا۔ اور پس پشت ڈال دیا۔ اور فلاسفہ یونان مثلاً ارسطو اور افلاطون اور ان دو اماموں ابوحنیفہ اور شافعی سے منقول ہے اس کی اتباع کرتے ہیں اور فلسفہ اور فقہ کے سوا کسی چیز کو وہ جانتے ہی نہیں اور یہ ان کی حقیقت حال ہے۔

شیخ اسمٰعیل شہید کہتے ہیں یہ لوگ یہود کی مانند ہیں جو ما تتلوا الشیاطین اور ما انزل علی الملکین کی اتباع کرتے ہیں۔ اس بیان میں ہم نے عجیب و غریب امر پایا جس کی طرف مفسرین کی نگاہ نہیں گئی۔

ہم دیکھتے ہیں کہ مسلمانوں کا اجتماع دین اس قدر پست ہوتا جا رہا ہے کہ یہود کی حد کو پہنچ چکا ہے۔ اور یہ ہم نے ہندؤوں میں دیکھا۔ اور مسلمانوں میں بھی دیکھ رہے ہیں۔ جب ہم بدھ دھرم کی طرف دیکھتے ہیں تو عجیب و غریب منظر سامنے آجاتا ہے۔

ہمیں خبر ہے کہ لوگ حرمین میں اس قسم کی عملیات تعویز و گنڈوں کو ڈھونڈھتے پھرتے ہیں۔ ترکوں کے زمانے میں موسم حج میں اس لئے جمع ہوتے تھے کہ اس قسم کے عملیات اور تعویذ و گنڈوں کی تلاش کرتے پھرتے تھے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ دلائل الخیرات اور قصیدہ بردہ پڑھا کرتے تھے۔ نیز اس قسم کی دوسری چیزیں عام طور

پر پھیلی ہوئی ہیں اور علانیہ برملا پڑھی جاتی ہیں۔ یہ سب یہ تمام قریب قریب اسی قسم کے ہیں اگرچہ الفاظ مختلف ہیں لوگ اپنی حاجت پوری ہونے کے لئے قصیدہ بردہ پڑھا کرتے ہیں۔ اور بعض مسلمان اس کو دعوت شرکیہ کہتے ہیں پھر بھی حالت اختلاط قریب ہمیشہ یہی چلتی رہی جو یہود کی تھی۔

یہاں ہم اصل آیت کی شرح سے فارغ ہوگئے لیکن ان کے بعض جملے باقی رہ گئے ہیں۔ اب ہم ان جملوں کی شرح کرتے ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ کا یہ قول:

وَمَا كَفَرَ سُلَيْمٰنُ وَلٰكِنَّ الشَّيٰطِيْنَ كَفَرُوْا يُعَلِّمُوْنَ النَّاسَ السِّحْرَ ق — سلیمان سے کفر کی یہ حرکت سرزد نہیں ہوئی بلکہ کفر کو کیا تھا سو شیاطین نے کیا تھا کہ وہ لوگوں کو جادو سکھایا کرتے تھے۔

شیاطین اپنے طریقے لوگوں میں شائع کرتے تھے اور کہتے تھے سلیمان اپنے طریقوں سے اس مقام کو پہنچے ہیں جو ہم بتلا رہے ہیں۔ ممکن ہے ان شیاطین کے مقابلہ میں حضرت سلیمانؑ کے پاس ایسے شیاطین ہوں جو یہ کہتے ہوں جس طرح سلیمان کے جمعیۃ سریہ یعنی قتبہ انجمن تھی ہمارے پاس بھی یہ جمعیۃ اور انجمن موجود ہے اور یہود اس سے متاثر تھے۔ کہا کرتے تھے۔ سلیمانؑ نے اپنی آخری عمر میں اپنے اپنے گھروں میں کفر و شرک کی اجازت دیدی تھی اور اسی لئے یہود ان کی نبوت پر ایمان نہیں رکھتے یہ تمام باتیں اس لئے تھیں کہ یہود ان شیاطین کی دعوت سے متاثر تھے کیونکہ ان میں ایک جماعت ایسی تھی جو ان اعمال کو شیاطین سے اخذ کیا کرتی تھی۔

پس اللہ تعالیٰ نے اس کی تردید فرمائی اور کہدیا سلیمانؑ نے کفر نہیں کیا بلکہ شیاطین نے کفر کیا کہ وہ لوگوں کو سحر و جادو کی تعلیم دیتے تھے۔

جو لوگ علوم و فنون سے واقفیت نہیں رکھتے جب ان کے سامنے طبعی انکشافات پیش کی جاتی ہیں تو وہ ان کا نام سحر و جادو رکھتے ہیں۔ اسی طرح جب ان کے سامنے انکشافات مثالیہ پیش کی جاتی ہیں تو ان کا نام بھی سحر و جادو رکھتے ہیں اور انکشافات مثالیہ کے بہت سے طبقے ہیں۔ جن کی امام شاہ ولی اللہ نے اپنی حکمت میں شرح کی ہے۔ پس خطیرۃ القدس میں محض اور خالص حق موجود ہے۔ لیکن اس کے بعد دو طبقے طبقۂ متوسط اور طبقۂ سافل ہیں۔ جن میں حق و باطل دونوں مخلوط ہوتے ہیں۔ اور سحر و جادو قوائے متالعہ کی تسخیر سے ہوا کرتا ہے اور ان کی تسخیر شیاطین کی قدرت میں ہے اور جنات و انسان اس میں برابر ہیں،

اور میرے نزدیک علماء کے ایک گروہ نے اس کا انکار کیا ہے لیکن ان کا انکار عدم وقوف کی وجہ سے ہے جس طرح کہ ایک دیندار شخص علوم نجوم کا انکار اس لئے کرتا ہے کہ اس کو اس کا علم نہیں ہے ایک حکیم کو اس کا علم نہیں ہے کہ ان میں سے بعض ایسے ہیں جن سے لوگوں کو نقصان ہوتا ہے اس وجہ سے انبیاء کرام کو اس کی تعلیم و تعلم سے روک دیا کہ یہ حضرات ان صفائن کا احاطہ نہیں رکھتے تھے نہ اس لئے کہ ان سے مشکلات حل نہیں ہوتی اس لئے باطل ہے۔

قولہ تعالیٰ	خدا کا فرمان!
وَمَا يُعَلِّمٰنِ مِنْ اَحَدٍ حَتّٰى يَقُوْلَآ اِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَةٌ فَلَا تَكْفُرْ ط ۱۰۲	اور وہ فرشتے بھی جو ان کو پہنچا تھا کسی کو نہ بتلائے جب تک اس سے کہ نہ دیئے ہم تو ذریعہ آزمائش ہیں۔ تو اس نہم کو بری طرح استعمال کر کے کہیں تو کافر نہ ہو جائیو۔

یہ اصحاب عملیات اور تعویذات کرنے والوں میں صالح اور نیک ہوتے ہیں وہ تو اس کے لئے شرط گردانتے ہیں کہ اس کو حرام میں استعمال نہ کیا جائے چنانچہ پاس فقیہ حنفی میں موجود ہے کہ قطعی حرام کھانے پر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کہنا کفر ہے اور مقدمات حرام میں اس کا استعمال کرنا کفر ہے۔

فَيَتَعَلَّمُوْنَ مِنْهُمَا مَا يُفَرِّقُوْنَ بِهٖ بَيْنَ الْمَرْءِ وَزَوْجِهٖ ط ۱۰۲	اس پر بھی ان سے ایسی باتیں سیکھتے جن کی وجہ میاں بی بی میں جدائی ڈالدیں۔

عمل حب و بغض اور اس کے لئے تمام و تعویذات آج تک ان لوگوں کا مقصد رہا ہے۔

مجھے ایک ثقہ آدمی نے اسی موضوع پر حکایت بیان کی ہے کہ ایک آدمی ایک دیہات کی مسجد میں امام تھا۔ یہ تعویذات حب و قبول سے اچھی طرح واقف تھا اور عشاق طبع لوگ اس سے اپنی اغراض میں امداد لیا کرتے تھے اور بہت نقد دیا کرتے تھے۔ اس کے علم سے ایک خلقت کو نقصان پہنچ رہا تھا۔ چند آدمیوں نے اس سے انتقام لینا چاہا کہ ٹھیک ٹھیک اس کو بدلہ دیا جائے چنانچہ ایک آدمی اس کے پاس پہنچا اور اس کے سامنے دردناک آواز میں رونا شروع کر دیا تا آنکہ اس کا قلب اس پر پگھل گیا۔ اس سے پوچھا کیوں میاں رو رہے ہو، رونے کی وجہ کیا ہے؟ اس نے کہا! یا سیدی میں ایک عورت پر بری طرح عاشق ہوں اس کی محبت سے بیقرار ہوں لیکن میں آپ کے احترام و عزت کی وجہ سے اس کا نام لینا نہیں چاہتا مجھے امید ہے آپ میری حالت پر رحم فرمائیں گے، میری حاجت پوری کر دیں گے اس کے بعد اس نے ایک بہت

بڑی رقم اس کو دے دی۔ شیخ نے کہا گھبراؤ نہیں کام ہو جائے گا۔ پھر اس آدمی نے شیخ سے کہا حضور اس کا نام وہ ہے جو آپ کی بیٹی کا ہے۔ اس کے باپ کا نام بھی وہی ہے جو حضور کا نام ہے۔ شیخ اس آدمی کی باتوں میں آگیا۔ اور دھوکہ کھا گیا۔ اس کے لئے تعویذ لکھ دیا۔ چنانچہ اس امام نے دیکھا کہ اس کی بیٹی اس آدمی کے گھر میں گھسی بیٹھی ہے۔ اس کے بعد شیخ کو علم ہوا کہ اس آدمی نے میرے ساتھ دھوکہ کیا۔ پھر تو شیخ نے خدا کی جناب میں توبۃ نصوحہ کی اور اس کے بعد ہمیشہ کے لئے اس عمل سے کنارہ کش ہو گیا۔

قولہ خداوندی ــــ منھما ــــ اس سے مراد یہ دونوں علم ہیں جو آدمی اور اس کی بیوی میں تفریق ڈالنے والے ہیں۔

وَمَا هُمْ بِضَآرِّيْنَ بِهٖ مِنْ اَحَدٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ط — حالانکہ بے حکم خدا وہ اپنی ان باتوں سے کسی نقصان نہیں پہنچا سکے۔

ہر حرکت و سکون اور ہر نفع و نقصان جو کائنات میں ہوتا ہے وہ تقدیر خداوندی اور اس کی تدبیر سے ہوتا ہے اس میں نہ کوئی مومن شک کر سکتا ہے نہ کوئی حکیم شک کر سکتا ہے لیکن انسان مامور ہے کہ وہ اپنی فطرت کی طرف رجوع کرے اور اس کی اتباع کرے اور خطیرۃ القدس کی طرف اپنی توجہات کو مبذول کرے اور مامور ہے کہ ہر اس چیز کو ترک کر دے۔ جس کو خطیرۃ القدس دفع کر دیتا ہے جب یہ منہج اور طریقہ کی مخالفت کرے گا جو اس کی فطرت کے ساتھ مخصوص ہے۔ تو اگرچہ وہ امر خداوندی اور امر کلی تدبیر کلی جائز ہو۔ لیکن اس کو نقصان ہی پہنچے گا۔ اس کو اس سے نفع نہیں پہنچے گا۔ اور اس کی طرف خدا اپنے اس قول میں اشارہ فرماتا ہے۔

وَيَتَعَلَّمُوْنَ مَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ ط — غرض یہ لوگ ان سے ایسی باتیں سیکھتے ہیں جن سے خود ان ہی کو نقصان پہنچتا اور ان کو کوئی فائدہ نہ پہنچتا۔

اور اس قول میں اشارہ فرماتا ہے:

وَلَقَدْ عَلِمُوْا لَمَنِ اشْتَرٰىهُ مَا لَهٗ فِی الْاٰخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ قف ۱۰۲ — باوجودیکہ جان چکے تھے کہ جو شخص ان باتوں کا خریدار ہوا اور آخرت میں بے نصیب ہے۔

ہر وہ شخص جو اس میں مشغول ہو گا منہج انبیاء اور خطیرۃ القدس بے درد ہو جائے گا اور انسان پر حرام ہے کہ وہ ایسے امور میں جو حق و باطل میں اور فلسفہ اور نجوم اور سحر سے مختلط ہوں اس میں مشغول ہو۔

اور ایسے کام کی اشاعت جو اجتماع انسانی کو ضرر پہنچائے اور جو ضروری اور لازم انسانیت ہیں اور جو انسانیت کے لئے واجب ہیں ان سے روکے۔

قولہ تعالیٰ	خدا کا فرمان!
وَلَبِئْسَ مَا شَرَوْا بِهِ أَنفُسَهُمْ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ ۱۰۲	اور البتہ بہت بڑا معاوضہ ہے جس کے بدلے انہوں نے اپنی جانوں کو فروخت کیا اے کاش ان کو اتنی سمجھ ہوتی۔

یہود نے اپنی جانوں کو حقیر اور خبرتی منافع کے عوض بیچ دیا اگر یہ لوگ کتاب اللہ میں اس طرح مشغول ہوتے جس طرح یہ لوگ ان اعمال میں مشغول ہیں تو وہ بادشاہ اور حکماء ہوتے۔

قولہ تعالیٰ	خدا کا فرمان!
وَلَوْ أَنَّهُمْ آمَنُوا وَاتَّقَوْا لَمَثُوبَةٌ مِّنْ عِندِ اللَّهِ خَيْرٌ ۱۰۳	اگر یہ لوگ ایمان لاتے اور پرہیزگار بنتے تو تو ثواب ان کو خدا کی درگاہ سے ملتا ان کے حق میں اس سے کہیں بہتر تھا۔

اور یہ خیر مثلاً علم و حکمت اور اتصال حظیرۃ القدس وغیرہ ہے۔

لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ ۱۰۳	اے کاش یہ لوگ اتنی بات سمجھتے۔

یہاں عنوان ثانی ختم ہوا۔ اس میں ذکر ہوا کہ بنی اسرائیل حضرت موسیٰؑ کے بعد انتہاء درجہ گر گئے اور اس گرنے کے اسباب بہت سے تھے۔ پھر ان میں نزول قرآن کے وقت انحطاط پورا پورا ہو چکا تھا اور ایسے ہو چکے تھے کہ ان سے کسی قسم کا تعاون جائز نہ تھا بلکہ ان سے دور رہنا واجب تھا جس طرح کہ مرض متعدی سے دور رہنا واجب و لازم ہے[1]

---

[1] یہود کی مثال ہمارے سامنے ہے ۱۹۴۱ء-۱۹۴۰ء میں جرمنی اور اتحادی خوب لڑے اس جنگ کے وقت جرمنی نے یہود کو اپنے ملک سے نکال دیا۔ کیونکہ یہود اس قابل نہیں تھے کہ دنیا کی کوئی قوم ایسے وقت میں ان کو برداشت کر سکے یہود اپنے وعدے کو پورا نہیں کرتے تھے اور ہمہ قسم کی کیاری و مکاری ان میں راسخ ہو چکی تھی اس لئے جرمنی نے بھی ان کو نکال دیا۔ اس وقت اتحادیوں نے ان کے ساتھ ہمدردانہ سلوک کیا۔ اتحادیوں کو چاہیئے تھا کہ اپنی مملکتوں میں کوئی قطع زمین کاٹ کر ان کو حکومت بنانے کا موقع دیتے۔ لیکن یہود کی صفات خبیثہ سے پوری طرح واقف تھے اس لئے ان کو آباد کرنے

(عنوان ثالث)

آیت (۱۰۴) ـــــــ آیت (۱۳۱)

اس میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ جب یہود کا اختلاط اس درجہ بڑھ گیا جس کا ذکر عنوان میں ہوا ہے تو یہ اس لائق تھے کہ ان کا دین منسوخ کر دیا جائے اور اس اختلاط میں ان کے ساتھ انصار کی ایک جماعت بھی تھی جو اسلام سے قبل ان سے متاثر ہو چکی تھی۔ یہ جماعت اسلام کے بعد بھی ان کا اثر لے رہی تھی۔ تو واجب تھا کہ یہ لوگ بھی ان سے اعراض کر لیں تاکہ یہود کی خباثت اس دین جدید میں یعنی اسلام میں سرایت نہ کرنے پائے۔

خدا کا فرمان!	قولہٗ تعالیٰ
مسلمانو! پیغمبر کے ساتھ راعنا کہہ کر خطاب نہ کیا کرو بلکہ انظرنا کیا کرو۔	یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا

مسلمانوں نے جب یہود کو دیکھا کہ وہ خاص عبادت اور خاص کلمات سے پیغمبر اسلام کا احترام کرتے ہیں تو گمان کرنے لگے کہ اسی طرح انبیاء کرام کا کرنا چاہیئے۔ کیونکہ ان کی نظروں میں اس قسم کے امور سے یہود زیادہ واقف تھے اور ان کی تقلید شروع کر دی۔ پس ان کو منع کر دیا کہ ان کی اتباع نہ کرو کیونکہ ظاہری تشبیہہ اگرچہ مباح امور میں جائز ہو لیکن یہ ان کی اقتداء صرف متعدی ہوتا ہے۔

(بقیہ صفحہ گزشتہ) کے لئے فلسطین تجویز کیا۔ اور ان کی حکومت بنانے میں پوری پوری مدد کی اور یہ بلا عرب پر ہمیشہ کے لئے مسلط کر دی۔ اور یہ عربوں کے اعمال کی سزا تھی جو انہوں نے سلطنت ترکی کے توڑنے میں ۱۹۱۴ء کی جنگ عظیم میں ان اتحادیوں کے مواعید کا ذبہ پر بھروسہ کیا اور سلطنت ترکی کے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالے۔ ان اتحادیوں نے ایک وعدہ بھی ان کا پورا نہ کیا پس مسلمانوں کا فرض ہے کہ کتاب اللہ کو مضبوط تھامے رہیں۔ اس کو پڑھیں۔ اس پر عمل کریں اور کتاب اللہ کو تحریف معنوی اور صوری سے محفوظ رکھیں۔ پیغمبر اسلام کی تعلیمات پر عمل کریں۔ مسلمانوں کی اصل طاقت یہی کتاب اللہ اور کتاب الرسول ہے سلف صالحین نے اس پر عمل کرنے سے سب کچھ پایا تھا اور ہم نے اس کی خلاف ورزی سے سب کچھ کھویا ہے۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

ابو العلاء محمد اسمٰعیل گودھروی کان اللہ لہٗ۔

یہود دعوت نہایت دقیق خفی، رفیقہ اسلام کی تردید تھی اور یہ دعوت ان یہود منحظر کی طرف جارہی تھی۔ جس پر کوئی دوسرا مطلع نہیں ہوسکتا تھا۔ اور عوام مسلمان جس کو سمجھ نہیں سکتے تھے اس لئے ان کو اس تشبیہہ صورتی سے بھی منع کیا گیا۔ اور ان پر تشبیہ قطعی حرام کر دیا گیا ہے۔ اور حکمت کو ملحوظ رکھتے ہوئے منع کر دیا گیا۔ یعنی یہ کہ ان پر واجب ہے کہ بامعان نظر ان مقصد کلام پر غور کریں اگر دیکھیں کہ ان میں ان کی خاص غرض ہے تو اس سے احتراز اور تحفظ ضروری ہے۔

اور ہم نے یہ شرط اس لئے لگائی ہے کہ ہمارے معاصر فقہاء تحفظ و احتراز کچھ اس طریقے سے کرتے ہیں کہ بالکلیہ تشبیہ بالکفار سے منع کرتے ہیں۔ مراعات حکمت نہیں کرتے اور اپنی فقہ کو فاسد کر دیتے ہیں اور لوگ ان سے دوری اختیار کر لیتے ہیں۔ اور اقوال فقہاء کو ترک کر کے اپنی آراء و اہوا کی پیروی میں مشغول ہو جاتے ہیں۔

اس میں اس امر کی دلیل ہے کہ مسلمان اپنے مدونہ قانون میں غایت درجہ گر چکے ہیں۔ جو اس عصر اور اس زمانے کے قابل نہیں رہنے اس لئے اس کی تبدیلی اور اس کا تغیر واجب و ضروری ہے اور عملی تغیر و تبدیلی تو اس وقت ممکن ہے جب کہ انقلاب اور تدبیر انقلاب اور جہاد سے فراغت ممکن ہو جائے جس سے مسلمان اور اہل علم اور ان کے پیرو سب اپنی فاسد راہوں سے محروم ہوں۔

قولہ تعالیٰ	خدا کا فرمان !
وَقُولُوا انْظُرْنَا وَاسْمَعُوا ؕ	بلکہ انظرنا کہا کرو اور دھیان لگا کر سنتے رہا کرو۔

جب یہود نے اپنی گری ہوئی یہودیت کو نہ چھوڑا تو یہ مستحق عذاب قرار پائے اگر ان کو اصل یہودیت کی طرف بلاؤ تب بھی ان کی یہ یہودیت نہیں جائے گی۔ اور اس لئے ان کو المضاعف عذاب ہوگا

قولہ تعالیٰ	خدا کا فرمان !
مَا يَوَدُّ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ وَلَا الْمُشْرِكِينَ أَنْ يُنَزَّلَ عَلَيْكُمْ مِنْ خَيْرٍ مِنْ رَبِّكُمْ ؕ وَاللَّهُ يَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهِ مَنْ يَشَاءُ ؕ وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ ۱۰۵	اہل کتاب اور مشرکین میں سے جو لوگ منکر اسلام ہیں اس بات سے خوش نہیں ہیں کہ تمہارے پروردگار کی طرف سے تم مسلمانوں پر بھلائی یعنی وحی نازل کی جائے اور اللہ جس کو چاہتا ہے اپنی رحمت کے لئے خاص کر لیتا ہے اور اللہ بڑا فضل کرنے والا ہے۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے حکم سابق کی حکمت کو واضح فرمایا ہے کہ مشرکین مکہ اور مدینہ کے اہل کتاب نے اسلام اور قرآن سے کفر و انکار کیا۔ اور وہ پسند نہیں کرتے کہ جو دین تمھارے پاس آیا ہے اس کی تنظیم ہو۔ اور تنظیم یہی ہے کہ ایک جماعت ایسی تیار ہو جائے جس کے پاس حکومت ہو اور اس حکومت کا قیام حکومت عسکریہ ہو۔ اس لئے یہ یہود تمھارے اندر رعایات پھونکا کرتے ہیں۔ اور ان کی رعایات ایسے ذو معنی کلمات سے ہوتی ہے جن سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف پہنچتی ہے اور تم بغیر سوچے سمجھے اور بلا جانے بوجھے ان کی اتباع کرتے ہو۔ گو تمھارا مقصد ان کی تقلید سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذا پہنچانا نہیں ہے، جیسے کہ ان کا مقصد ہے۔ لیکن جب تم ان کا مقصد سمجھ گئے تو ان کی تقلید ترک کردو اور ان کی مشابہت سے باز آجاؤ۔

قولہ تعالیٰ

مَا نَنْسَخْ مِنْ اٰيَةٍ اَوْ نُنْسِهَا نَاْتِ بِخَيْرٍ مِّنْهَآ اَوْ مِثْلِهَا ؕ اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ ۱۰۶ اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِىٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ۱۰۷

خدا کا فرمان!

اے پیغمبر! ہم کوئی آیت منسوخ کر دیں یا تمھارے ذہن سے اس کو اتار دیں تو اس سے بہتر یا ویسی ہی نازل بھی کر دیتے ہیں۔ اے پیغمبر! کیا تم کو معلوم نہیں کہ اللہ ہر چیز پر قادر ہے کیا تم کو معلوم نہیں کہ آسمان و زمین کی سلطنت اسی اللہ ہی کی ہے اور اللہ کے سوا تم مسلمانوں کا نہ کوئی دوست ہے اور نہ کوئی مددگار۔

مدینہ کے یہودی قبل اسلام انصار کے افکار پر اثر ڈال چکے تھے۔ توراۃ ایک ایسی کتاب ہے جو کبھی منسوخ نہیں ہو سکتی اس کے بعد جب قرآن آیا اور اس نے توراۃ کا احترام کیا تو انصار کے نزدیک یہود کی عزت و توقیر اور زیادہ ہو گئی۔۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی توضیح آیت (۱۰۶) ۔ اور (۱۰۷) میں کی۔ پہلے تو نسخ کے معنی بتلائے تاکہ ان کے اذہان قبول کر لیں۔ اور سمجھنے لگیں کہ توراۃ کے بہت سے احکام منسوخ ہو چکے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا یہ قول کہ ما ننسخ من آیۃ الخ تو جو احکام منسوخ ہو جائیں وہ دوبارہ نہیں ہو سکتے اور جو بھلا دیئے جائیں دوبارہ لوٹائے جا سکتے ہیں جبکہ کوئی مصلحت اس کی مقتضی ہو۔

اللہ تعالیٰ کا یہ قول:

نَاْتِ بِخَيْرٍ مِّنْهَآ اَوْ مِثْلِهَا ؕ

تو اس سے بہتر یا ویسی ہی نازل بھی کر دیتے تھے۔

امام ولی اللہؒ نے اس کی شرح حجۃ اللہ البالغہ میں کی ہے کہ ملّت خاص خاص شرائع اور مناہج کے ساتھ مخصوص ہیں۔ اور اصل دین تو واحد اور ایک ہی ہے۔ جو کبھی تغیر نہیں ہوسکتا۔ اور تبدیلی حالات کی بناء پر شرائع و احکام میں تبدیلی ہوسکتی ہے اور اس درجے کے حالات کے بموجب حکم ہوگا۔ اس حالت میں نہیں کہا جاسکتا کہ متأخر شرع متقدم شرع سے بہتر ہے۔

اور کبھی نسخ قدرت اصل کی وجہ سے ہوتا ہے اور یہ اس وقت ہوتا ہے کہ ایک قوم تیار کر لیوے نظم خلافت کا اور شریعت پہلی شریعت سے بہتر ہو۔ تو ان کا جواز نسخ سے انکار کرنا صحیح نہیں اور اس کی طرف اس قول خداوندی میں اشارہ کیا گیا ہے۔

اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ۱۰۶ — اے پیغمبر کیا تم کو معلوم نہیں کہ اللہ ہر شے پر قادر ہے۔

یعنی احکام تبدیل ہوں تو احکام و قانون بھی تبدیل ہو جاتے ہیں۔ اور نسخ کے عدم جواز کے معنی یہ ہیں کہ حکام تبدیل نہیں ہوتے۔ کیونکہ یہود میں کسی قسم کی صلاحیت و استعداد قیام خلافت کی نہیں تھی اور ان کے نزدیک قانون تبدیل نہیں ہوسکتا۔ اور ان پر یہ واضح ہوگیا کہ اللہ تعالیٰ ہر بات پر قادر ہے کہ قانون کو تبدیل کر دیوے جس طرح حکام کو تبدیل کرسکتا ہے اور قانون حکام کی زبان سے تبدیل ہوتا ہے تاکہ ان پر اس کا نفاذ آسان و سہل ہو جائے۔

تنبیہ

(ہندوستان میں قانون اکبری بہترین قانون تھا)

ہم نے ہندوستان کا قانون دیکھا ہے جو بہترین قانون ہے۔ جس کی ترتیب و تدوین ابتداء الف ثانی ہندوستان کی تنظیم کے لئے عمل میں آئی تھی۔ اکبر کی اولاد میں تین[۳] خلفاء و سلاطین ایسے تھے جو اول درجے کے حکم میں تھے۔ اور تین درجہ ثانیہ کے حکم میں تھے ان چھ سلاطین کے بعد اس خاندان میں شہنشاہیت کی قابلیت و استعداد نہ تھی اور یورپ کی ایک قوم اس منصب کے لئے تاک لگائے بیٹھی تھی۔ جس نے تقریباً ایک سو برس تک اس کی کوشش کرتی رہی چنانچہ حکم اور حکومت بتدریج اس کی طرف منتقل ہوگئی۔ اس قوم کا پہلا کام یہ تھا کہ مسلمان قاضیوں اور مدیروں کی استعانت حاصل کی۔ یہاں تک کہ پورے قانون کی تعلیم

اس نے بتدریج حاصل کرلی۔ اس کے بعد اس نے تھوڑا بہت اس قانون میں تغیر و تبدل کیا اور اپنی زبان میں اسے منتقل کرلیا اس کے بعد تمام محکموں سے مسلمانوں کو بے دخل کر دیا اور اس بارے میں استبداد سے کام لیا۔ اور ہندوں کی امداد حاصل کی۔ اور اس لئے حاصل کی ہندوؤں سے وہ اس بارے میں مطمئن تھے اس پر بھی تقریبًا ایک صدی گذر گئی اب ہندو کھڑے ہوتے ہیں کہ ہمارا ملک آزاد کردو۔ ہمیں نہیں معلوم کہ ان تین قوموں کے نزاع کا کیا انجام ہوتا ہے۔

ہم غور کر رہے ہیں کہ ہندوں کے ساتھ متحد ہو کر ان متغلبین کے ہاتھ سے اپنے ملک کو آزاد کرالیں۔ اور ہندو اپنے تحفظ کا طریقہ بھی جانتے ہیں لیکن حکومت متغلبہ کی سیاست بڑی تجربہ کاری کی ہے یہ برابر اپنا کام کر رہی ہے اور وہ یہ ہے کہ مسلمانوں اور ہندؤں میں تفریق ڈالو اور مسلمانوں کو اتحاد اسلامی کے نام سے مراکز اسلامیہ جو ان کے قبضہ میں ان کے ذریعہ تفریق پیدا کرنا ان کا مقصد وحید ہے اور یہی سبب اور مقصد ہے جس کی بناء پر مسلمانوں کے مراکز پر قبضہ جمائے ہوئے بیٹھے ہیں۔ اور اپنے سفراء اور قونصلوں کے ذریعہ بہکایا جا رہا ہے۔ انگریز آخری خلفاء عثمانیہ کے ساتھ رواداری اور دوستی کا برتاؤ کرتے تھے۔ لیکن یہ دوستی اس لئے تھی کہ یہ خلفاء روس کے خلاف تھے۔ اور ان ترکوں کے ذریعے ہی اتحاد اسلامی کے نام سے ان خیالات کو ہندوستان میں پہنچایا۔

جب نوجوان ترکوں کے ہاتھ میں حکومت عثمانیہ کی باگ دوڑ آئی تو یہ نوجوان ترکوں کی طرف جھکے۔ انگریزوں نے یہ دیکھ کر اتحاد اسلامی کے مرکز کو بلاد عرب میں قائم کرلیا اور مصر کو اس کا مرکز خاص قرار دیا۔[1] اور یہاں سے ہندوستان کی طرف صور پھونکا جانے لگا۔ جب ہندوستان کے کچھ جوشیلے مسلمانوں نے اور ترکوں نے اس کو محسوس کیا تو یہ لوگ یورپ کے بعض مقامات میں جمع ہوئے اور تبادلہ خیالات عمل میں آیا۔ اس دن سے انگریز ترکوں کے سخت ترین دشمن، اور اتحاد اسلامی کی دعوت کے نام سے ڈرنے لگے۔ اب اس وقت انگریز عربوں کی تنظیم ثانی کا ارادہ کر رہے ہیں۔ اور اسی غرض سے کر رہے ہیں کہ دعوت

---

[1] ہمارے شیخ علامہ کہتے ہیں یہ اس زمانہ کا قصہ ہے جبکہ ملک فاروق مصر پر مسلط تھا۔ فاروق انگریزوں کا پٹھو تھا لیکن اس وقت سیاست تبدیل ہوگئی۔ فاروق کو مصر سے خارج کر دیا۔ مصر آزاد ہوگیا اور انگریز بھی یہاں سے نکل گئے

کتبہ ابوالسعید سندھی

اتحاد اسلامی کے لئے عرب انگریزوں کے خلیفہ اور وکیل ہیں۔ جو عربوں کی زبان سے اس دعوت کو عام کر رہے ہیں چونکہ انگریز عربوں کی جانب سے بالکل مطمئن ہیں کسی قسم کا ان سے خطرہ نہیں ہے۔

جو قوت ہندوستان میں ہمارے معارض اور مقابل تھی وہی عرب متقدم کو توڑ رہی تھی جو افکار زمین میں اتحاد اسلامی کی دعوت پھیلا رہی تھی۔ جس کا مرکز مصر کو قرار دیا گیا تھا۔ تو یہ مسلمانوں کا گروہ جو ہمارے خلاف ہے خادم ایمن تو ضرور ہو سکتا ہے لیکن اس کا فائدہ انگریز ہی اٹھا رہے ہیں اور بہت نفع اٹھا رہے ہیں۔ ان گری ہوئی اقوام کی کارروائیوں اور اسلام کے ساتھ کھیل کرنے والوں کی شکایت ہمیں اللہ تعالیٰ کی جناب ہی سے کرنی چاہیئے۔ والی اللہ المشتکی۔

قولہ تعالیٰ	خدا کا فرمان!
اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰہَ لَہٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ط ۱۰۷	کیا تم کو معلوم نہیں کہ آسمان و زمین کی سلطنت اس اللہ کی ہے۔

ظاہر ہے کہ ملک خدا کا ہے اور خدا جسے چاہے اپنی زمین پر خلیفہ بنائے تو تمام ادیان کو جو اس سے پہلے تھے منسوخ کر دیا اور مسئلہ نسخ اس کی فرع ہے۔

اور خدا کا یہ قول:

وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ۱۰۷	اور اللہ کے سوا تمام مسلمانوں کا نہ کوئی دوست ہے اور نہ مددگار۔

یعنی اللہ تعالیٰ تمہارا ولی اور مددگار ہے وہی تمہارا ناصر ہے اسی نے تم کو خلیفہ بنانے کا ارادہ کیا ہے

	خدا کا فرمان!
اَمْ تُرِيْدُوْنَ اَنْ تَسْــَٔلُوْا رَسُوْلَكُمْ كَمَا سُئِلَ مُوْسٰى مِنْ قَبْلُ ط ۱۰۸	مسلمانو! کیا تم چاہتے ہو کہ جس طرح پہلے زمانے میں موسیٰ سے بیہودہ درخواستیں اور سوالات کئے گئے تھے ویسے ہی تم بھی کرو۔

یہود کو یہ معلوم تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بعض انصار سوال کر سکتے ہیں کہ ان کو خلافت کب ملے گی۔ اور کب خلافت کا وعدہ پورا ہوگا۔ تاکہ وہ اس سے مطمئن ہو جائیں یہ سوال ویسا ہی تھا جو یہود نے حضرت موسیٰ سے کیا تھا کہ ارنا اللہ جھرۃ:

اس پر اصرار کرنا کفر ہے اور اسی کی طرف خدا کے اس قول میں اشارہ ہے۔

وَمَنْ يَّتَبَدَّلِ الْكُفْرَ بِالْاِيْمَانِ فَقَدْ ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِيْلِ ۱۰۸

اور جو ایمان کے بدلے کفر اختیار کرے تو وہ سیدھے رستے سے بھٹک گیا۔

اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو اس سے محفوظ رکھا۔ مگر اہل کتاب یہی چاہتے تھے مسلمان مرتد ہو جائیں اور اسی کی طرف اللہ تعالیٰ کا یہ قول اشارہ کرتا ہے۔

وَدَّ كَثِيْرٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَوْ يَرُدُّوْنَكُمْ مِّنْ بَعْدِ اِيْمَانِكُمْ كُفَّارًا حَسَدًا مِّنْ عِنْدِ اَنْفُسِهِمْ مِّنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْحَقُّ فَاعْفُوْا وَاصْفَحُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۱۰۹

مسلمانو! اکثر اہل کتاب باوجودیکہ ان پر حق ظاہر ہو چکا ہے پھر بھی اپنے دلی حسد کی وجہ سے چاہتے ہیں کہ تمہارے ایمان لائے پیچھے پر تم کو کافر بنا دیں۔ تو تم معاف کرو اور درگزر کرو۔ یہاں تک کہ خدا اپنا حکم صادر فرمائے بے شک اللہ ہر شے پر قدرت رکھتا ہے۔

(جاری ہے)